

اکسٹینڈ

”نہ جانے کیا ہو گر پیر مغال تک بات جا اپنی“

غزل

از

(جناب انور صابری)

| | |
|--|--|
| نگاہِ دل سے گزری، اتنا تک بات جا اپنی | مرے ہونٹوں سے نکلی اور کہاں تک بات جا اپنی |
| ہے آنسو میں پر آسمان تک بات جا اپنی | کہی ذروں سے لیکن کہکشاں تک بات جا اپنی |
| ابھی ہے اختلافِ جام و مینار از کی حد تک | نجانے کیا ہو گر پیر مغال تک بات جا اپنی |
| رقیبوں نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا جانِ نثاری کا | مگر میری بدولت امتحان تک بات جا اپنی |
| سمجھتے تھے رہے گی جنگِ محدودِ گل و بلبل | مگر تخریبِ نظمِ گلستاں تک بات جا اپنی |
| چھڑا تھا بزم میں کل تذکرہ مشرکانِ دابرو کا | بڑھی کچھ اس قدر تیغ و سناں تک بات جا اپنی |
| مالِ جرمِ تقسیمِ چین کیساکم تھارونے کو | کہ اب فکر و دلائلِ آشتیاں تک بات جا اپنی |

چھپا رکھا تھا جس کو مدقوں سے دل میں لے آؤ

ہزار افسوس وہ شرحِ دیباں تک بات جا اپنی